

بحدث ونظر

نصابِ زکوٰۃ کی تعمیں

چند اصول مباحثت

ڈاکٹر محمد علیین مظہر صدیقی

ذیل کے مقامے میں نصابِ زکوٰۃ سے متعلق بعض ایم سوالات مقاصدِ شریعت، تینیوں کے فرق اور عالات کی تبدیلی کی روشنی میں انٹھانے گئے ہیں اور اہل علم کو ان پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اسے ایک نقطہ نظر کے طور پر پیاس بیش کیا جا رہا ہے۔ اس پر صحیدہ اور علی اسلوب میں انہیں خیال کے لیے سماں تحقیقات اسلامی، علی ڈاکٹر کے صفات حاضر ہیں۔ (جلال الدین)

شریعت اسلامی کے ہر قانون و اصول کے تجھے ایک حکمتِ الہی کا فرمائی ہوئی ہے۔ اور اس حکمتِ الہی کا تعلق بندگانِ الہی کے مصالح و مفادات کی رعایت و پاس زناہ پا ہے۔ اسی کے ساتھ پورے اسلامی معاشرے کی بہتر سے بہتر فلاح و صلاح کا جماعتی مقصود بھی دا بستہ ہوتا ہے۔ جو اپنی نوعیت، وسعت اور ہمگیری کے سبب عام انسانی سماج کی بہبود کا ضامن بن جاتا ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی، مجتبی اللہ ابیانی، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور قیر و رضا، اول ۱۱-۲۰، مابعد مباحثت)

نصابِ زکوٰۃ کی تمام اصناف میں یہی چہار گونہ یا چهار بعدی (Four Dimensions) اصول فلاح بشر کا رفرما ہے۔ فرمودہ شاہ ولی اللہ دہلوی ہے کہ چاندی کا نصاب — پانچ اوقیہ — اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ او سط خاندان (اہل بیت) کی کترین سالانہ فروزیا کی کفایت کرتا ہے۔ یہی حکمت نقدمیں دوسو دریم کے نصاب میں پانی جاتی ہے اور غل و جس اور مولیشی کی مختلف اصناف کے نصابت میں بھی ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی،

حجۃ اللہ ابیانی، دوم ۲۹ نیز ۴۲-۴۳)

نصاب زکوٰۃ کی تعینیں

مال کی مختلف قسموں کے باہمی مناسب اور ان کے مختلف نصابات کی تبھی شاہ صاحب نے ایک اصول حکمت توہینی کا فرمایا ہے کہ ان کا اپنا اپنا نصاب سال ہر کی ضروریات کی کم سے کم کفالت کر سکتا ہے اور دوسرا اصول ان کی باہمی قیمت یا ثمنیت کو قرار دیا ہے جس طرح پانچ اوقیہ چاندی دوسو درہم کی قیمت رکھتی تھی یادو سو درہم پانچ اوقیہ چاندی کی قیمت کے مساوی تھے اسی طرح پانچ اونٹوں، چالیس بکریوں، تیس گالیوں وغیرہ کے نصابات چاندی کے پانچ اونچی یا دو سو درہم کے برابر تھے۔ پانچ وسق غلہ یا زمین پیداوار بھی ایک اوسط درجہ کے خاندان کی کفایت کرنے کے ساتھ ساتھ مالیتیں نقد، چاندی یا موشی کے نصابات کے مساوی یا قریب قریب تھیں۔ سونے کو چاندی پر محول کر کے اس کا نصاب بیس مشقال مقرر کیا گیا کہ عہد تشریع میں لیکے دینار دس درہم کے مساوی تھا اور بیس مشقال سونا بیس دینار یا دو سو درہم کے مساوی تھا۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی، صحیح اللہ باب الف، ددم ۴۲-۴۳: متعادیر از زکوٰۃ)

نصاب زکوٰۃ کی تشریع بنوی پر اس حکیما نجاش سے چند واضح اصول و قواعد

نکلتے ہیں:-

اول: شرعی قوانین کے پابند (مکلف) مسلم کے اس مال پر کوئی زکوٰۃ نہیں مقرر کی گئی جو اس کے اوسط درجہ کے خاندان کی کم سے کم ضروریات کی ایک پورے سال تک کفالت کرے۔

دوم: ایسے مکلف مسلم کے سال بھر کے ضروری اخراجات سے جو رقم یا مال زائد ہو اس پر زکوٰۃ عائد ہو گی بشرطیکوہ اپنے نوع و جنس کے مقرہ نصاب کو پہنچ جائے۔

سوم: بہن اصلی - چاندی - کا نصاب مالیت میں دو سو درہم کے نقد کے برابر ہے۔

چہارم: سونے کا نصاب مالیت میں چاندی کے مساوی یا ماثل ہے۔

پنجم: نقد (کیش) کو چاندی پر محول کیا گیا ہے اور اس کا نصاب مالیت میں چاندی کے نصاب کی مالیت کے مساوی ہے۔

ششم: زینی پیداوار کی مالیت بھی اس کے نصاب کی تعین میں مدنظر رکھی گئی ہے اور اس کی مالیت بہن اصلی کے برابر ہے۔

ہفتم: مختلف ملیشیوں کے نصاباتِ زکوٰۃ میں نصرف ان کی باہمی مالیت کے

برابر ہونے کا اصول مدنظر رکھا گیا ہے بلکہ ان کی اپنی اپنی جدا گانہ مالیت کو منہ اصلی کی مالیت نصاب سے ہم آئندگی کیا گیا ہے۔

مہشم: اور نصاب کی اصولی مالیت سال بھر کی کترین ضروریات کی کفایت ہے۔ احادیث نبوی، سیرت طیبہ، مباحثہ قباد، دلائل حکماء اور متفقین عقل سے واضح ہوتا ہے کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منشِ اصلی میں چاندی کا نصاب مقرر فرمایا تھا۔ سونے کے نصاب - میں مقابل - کو محدثین کرام نے صحیح احادیث پر بنی ہمیں قرار دیا ہے جیسا کہ امام شافعی سے تصریح کے ساتھ منقول ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی اور دوسرے محدثین کرام کے نزدیک وہ روایات و آثار پر بنی یافہ فضہ چاندی پر مجموع ہے۔ بہت سے ائمہ کرام اور فقیہاء عظام کے نزدیک حضرات عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے مردی "صحیح حدیث" پر بنی ہے۔ حدیث نبوی یا روایت اسلامی پر بنی ہونے یا نہ ہونے کے اختلاف کے باوجود اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سونے کا مقرر کردہ نصاب چاندی کے نصاب کے برابر تھا مالیت میں۔ (بخاری، الجامع للصحیح، کتاب الزکوة، باب زکوۃ الورق وغیرہ، ابن حجر عسقلانی؛ فتح الباری، متعلق ابواب سوم، ۹۱-۹۲ وغیرہ؛ صحیح البشیر وی، اسلامی فتح، ج ۱، ص ۳۵۶)

ایک اہم مسئلہ ہمارے علماء و فقیہاء کے غور و فکر کے لیے یہ ہے کہ مذکور سے مقابل چاندی اور سونے کے مقررہ نصابات میں مالیت کے اعتبار سے تفاوت پیدا ہوتا رہا۔ اس تفاوت و فرق کے بیچے قمیتوں کا آتا چڑھاؤ کار فرمایا ہے جس کی طرف شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی اشارہ کیا ہے۔ چاندی کے پانچ اور اس کے مقررہ نصاب کے سال بھر تک کترین ضروریات کی کفایت کرنے کی مکملت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اکثر مالک میں قمیتوں موافق ہیں (...اذ اکانت الاسعاد معاونۃ فی آکش الاحصار، واستقری عادات البلاد المعتدلة فی الدخص والفلڈ تحدّذاً) شاہ صاحب نے اس ضمن میں ایک اور اصول بھی وضع فرمایا ہے اور وہ ہے قمیتوں کے چڑھنے اتنے میں مالک و بلا دک عادات کے استقرار کا۔ عاداتِ مالک رطاع و رسم چلن عام یا عرف ملاقو کا اصول بھی نصاباتِ زکوۃ کی تعین میں پوری طرح کارگزاری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ (حجۃ اللہ بیان، دم ۴۳۷)

نصاب زکوٰۃٰ کی تعین

امام بخاری نے حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے چاندی اُرینی پیداوار اور ادنٹ کے نصابات کی تعین کی ہے اور دوسری احادیث بتویہ نے ان میں قسموں کی تعین نصاب میں کچھ مزید توسعہ کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبید بنوی میں باخصوص مدیرۃ منورہ میں یہی میں مال کی قسمیں تھیں جن کا نصاب معین کیا گیا تھا کہ سوتا نہن اصلی ہونے کے باوجود عام استعمال، چلن اور رواج کے اعتبار سے مال نادر تھا اس لیے اس کا نصاب چاندی کی طرح پکا تعین نہیں کھٹا ہے۔ (بخاری فتح ابیار کے ابواب الزکوٰۃ)

شَاهِ ولی اللہِ دہلوی نے غلاموں اور گھوڑوں کو عبید بنوی میں زکوٰۃ سے مستثنی قرار دینے کی حکمت یہ بتائی ہے کہ غلاموں کو نسل کشی کے لیے استعمال کرنے کی عادت نہ تھی اور گھوڑے اقایم میں اتنے زیادہ نہ تھے کہ ان کو مولیشیوں (انعام) کے نزد میں شمار کیا جاتا۔ لہذا ان کو اموالِ نامیہ "نہیں سمجھا جاتا تھا جو زکوٰۃ کی فرضیت کی ایک بنیادی شرط ہے۔ ان کے علاوہ بعض دوسری اقسام پیداوار اور مولشی بھی عرب یا مرین میں نہیں ملتے تھے۔ لہذا "عادت" رواج اور "عمومی چلن" سے خارج ہونے کے سبب ان کا نصاب زکوٰۃ معین نہیں کیا گیا۔ شے (حجۃ اللہ البالغة، دم ۷۳)

ایسے تمام اموال پر زکوٰۃ کی فرضیت اور ان کی شرح نصاب کی تعین کا فقیہانہ کام خلفاء کرام، صحابة عظام اور فقہاء ائمما نے قیاس کے اصول کی بنا پر انجام دیا۔ ان پر اس نامی ہونے کا قاعدہ جاری کیا گیا اور اس میں علاقہ، قوم کی عادت، علاقہ یا زمانہ کی روایت اور مال کی مالیت / ثمنیت کا اعتبار کیا گیا اور اس زاویہ سے اسی جنس / نوع کے مال نامی سے اس کو مخفی کر دیا گیا اور اصل مال نامی کے نصاب پر اس کو محول کر کے قیاسی مال نامی کا نصاب معین کیا گیا جیسا کہ سونے کو چاندی پر پیا گیہوں کو جو پر قیاس و محول کیا گیا۔

جو پر گیہوں کو محول کرنے کا معاملہ اگرچہ زکوٰۃ الفطر سے متعلق ہے لیکن بہر حال اس کا ایک گونہ متعلق نظام زکوٰۃ ہی ہے۔ اس سے زیادہ اس سلسلہ میں دونوں جناس کی باہمی تھیں کے اختلاف کا معاملہ واضح کرتا ہے کہ مال کی مالیت / ثمنیت نصاب کے تعین کی وجہتی ہے اور دونوں مختلف اجناس کی ثمنیت و مالیت و جرأت اس

قرار پاتی ہے گیہوں کے نصاب یا مالیت کی تعین میں اس کے عام استعمال اور رواج یا عادت بلا دکی رعایت بھی کی گئی ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ بی کی دوسری روایت کے مطابق عہدِ نبوی میں صحابہؓ کرام زکوٰۃ الفطر میں طعام یا میرایا جو یا زبیب میں ایک صاع تکالا کرتے تھے جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ آیا تو گیہوں کا چلن ہو گیا تو انہوں نے قاعدہ مقرر کیا اور گیہوں کا ایک مددکورہ بالا جناس کے دو مروں کے پر اسکھا جائے۔ چنانچہ صحابہؓ کرام اور بعد کے فقیہوں نے گیہوں کی مالیت کی گرانی کے سبب اس کا نصف صاع زکوٰۃ الفطر کے لیے مقرر کیا ۱۷ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب صاع من زبیب؛ فتح الباری، سوم ۶۷۹، ۴۲ نیز باب السدقة قبل العید...؛ مجتبی اللہ البالغ، دوم، ۳۴۲؛ مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ اول ۱۶-۳۱۲)

حضرت معاویہؓ کے اصول یا قاعدہ کی اساس خالص قیاس پر ہے اور صحابہؓ و علماء کے اتفاق کی بنابر اس کو اجماع کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ مگر اس ضمن میں چند اصولی مباحث و مسائل کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جو کے مقابل گیہوں کی دو گنی قیمت / مالیت کے سبب قیاس کی بناء پر حضرت معاویہؓ نے اس کی زکوٰۃ الفطر آدھی مقرر کی اور گیہوں کو اجناس قابل زکوٰۃ کی فہرست میں اس لیے شامل کیا کہ اس کا رواج واستعمال ان کے زمانے میں ہو گیا تھا جبکہ عہدِ نبوی میں وہ صحابہؓ کرام کی عام خوارک میں شامل نہ تھا۔ اب اگر قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے سبب جو اور گیہوں کی قیمتوں کا فرق مت جائے اور دونوں کی مالیت و ثنتیت برابر یا برعکس ہو جائے جیسا کہ موجودہ زمانے میں مختلف بلا دوامصار میں ہو گئی ہے تو گیہوں جو کے مقابل اسی طرح دو گنی قیمت کا تسلیم کیا جاتا رہے گا اور اس کی شرح زکوٰۃ الفطر جو کے مقابل نصف ہی رہے گی۔ جیسا کہ ہمارے تمام فقهاء، احافیف آج تک تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ (مجتبی اللہ ندوی، اسلامی فقہ، اول ملکا)

اور صرف یہی نہیں بلکہ تمام انجوں ”جیسے چنا، چاول، دھان، باجرہ، جوار، مٹر، سور، ارہر“ وغیرہ سب کو نصف صاع گیہوں پری، قیاس و محول کر کے اس کے حساب سے زکوٰۃ الفطر ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حالانکہ جو کی قیمت گیہوں سے مجاوز ہو گئی ہے اور چنا، چاول اور متعدد دالوں کی قیمتوں جو سے بھی دو گنی اور تین چار گنی تک ہو گئی ہیں۔

نصاب زکوٰۃ کی تعین

قیستوں کے تفاوت کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے۔

اصل مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ — چاندی اور سونے — کی تباہی قیمتوں میں موجودہ شروع کے مطابق لگ جھگ سات گنا تفاوت پایا جاتا ہے۔ مال نقد — نوٹ یا کا غذی کرنی کو ان دونوں اصلی مبنی میں سے کسی ایک پر محول کرنے کا دوسرا مسئلہ ہے۔ ان ہی دونوں مسائل کا حل تلاش کرنے سے نقد مال (کیش) کا نھاپ زکوٰۃ متعین کیا جاسکتا ہے۔

فقہاء رام کے مختلف ممالک بیان کردینے سے یافقراد کے لیے زیادہ نفع بخش شرح کو ترجیح دینے سے مال نقد کا نصاب زکوٰۃ صحیح اسلامی شریعت اور اس کی صالح روح کے مطابق مستقل طور سے طے نہیں ہو سکتا۔ فقہاء اسلام بالخصوص فیضمان بند کا ایک طبقہ کرنی نوٹ کا نصاب زکوٰۃ حدیث نبوی میں وارد یا پیغ اواتی کی قیمت کے برابر متعین کرتا ہے کہ وہ فقیروں اور مسکینوں یعنی زکوٰۃ کے مشتھین کے لیے زیادہ نافع ہے کہ زیادہ مالداروں پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

حنن اتفاق یا سماجی مصالح کے اعتبار سے کمترین نصاب کو مثالی نوزی یا اصولی قرار دینا تو صحیح ہو سکتا ہے مگر اس سے مکلف سے دفع ضررا و اس کی جب خفعت کی رعایت کا اصول متأثر ہوتا ہے جبکہ حقیقت اور روٰحِ تشریع یہ ہے کہ مکلف فرد اخراج جماعت کے مصالح کی رعایت تشریع و تنفیذ قانون میں کی جانی چاہیے (محمد نفیل اسلامی، اسلامک فقہ آئندہ میں (انڈیا) نئی دہلی ۱۹۹۰ء دوسرے فقہی سمینار میں شامل مقالات پرنسپس نوٹ کی تحریک حیثیت ۱۸۱-۲۰۷ء؛ متعین احمد بتوی ۱۸۰ء، شمس پر زادہ ۴۰۰ء؛ حبیب الرحمن خیابادی

۹۲؛ ظفر الدین نقاشی ۱۵۰ء؛ زبیر حمد قاسمی ۱۲۳ء؛ نسیر احمد قاسمی ۱۵۲ء؛ اخراج امام عادل (۱۴۳)

چاندی کے کمترین نصاب زکوٰۃ پر نقد کے نصاب زکوٰۃ کو ان علماء و فقہاء کرام کے مطابق محول کر کے متعین کرنا، صحیح، معقول اور روٰحِ تشریع کے مطابق علوم ہوتا ہے جو سونے کے نصاب کو بھی یا اس کی قیمت و مالیت کو بھی چاندی پر محول کر سئے ہیں کہ ان کے نزدیک اصل مبنی صرف چاندی رہ جاتی ہے جس کا ذرا خادیث نبوی میں بالاتفاق ملتا ہے۔ لیکن جو فقہائے کرام جن میں فقہاء بند بھی شامل ہیں ہونے کا نصاب زکوٰۃ بیس مثقال کے وزن پر حدیثی اعتبار سے متعین تسلیم کرتے ہیں ان کے

نzdیک موجودہ شروحوں کے اعتبار سے سونے کا نصاب زکوٰۃ چاندی کے نصاب سے حقیقی، واقعی اور متفاوت بن جاتا ہے اور ان کے اعتبار سے دوسری اصلی ہیں اور ان دونوں میں ایک اور سات کامی یا قیمتی تفاوت پایا جاتا ہے۔ (متد علماہنہ نے چاندی یا سونے میں سے کسی ایک کے نصاب تک کرنی توڑوں کے پیوں خانے پر ان کا نصاب مقرر کیا ہے: محدث اسلامی میں مقالات مفتی عبدالله اسعدی، نظام الدین، عزیز الرحمن بخوری، ابنی الحسن قاسمی؛ ابو الحسن علی، محمد زید وغیرہ ^{علیہ السلام} دوسرے طبقہ علماء وفقیا و کے نزدیک مال نقد۔ نوث، کرنی۔ کا نصاب سونے کے بلند تر نصاب پر محول کیا جانے گا۔ شاید اس لیے کہ موجودہ دو میں کرنی سونے سے والبت، پیوستہ اور متعلق ہوتی ہے۔ اس میں مکلف کے مصالح کی رعایت ضرور ہے اور بعض دوسری مصالح بھی پائی جاتی ہیں لیکن یہاں یہ چاندی اور سونے کے نشاہات کے مالی یا قیمتی تفاوت کو دونہیں کریں اور نصاب زکوٰۃ کی کیساں قیمت یا ثابتیت کے اصول پر حرف لاتی ہیں۔) محدث اسلامی، ذکورہ بالامیں مقالات علماء کرام: خالد سینف اللہ جہانی ۸۰-۷۹: بیوست قضاوی بحوالہ شیخ احمد فاسی (۱۴۰۶ھ)

اگر شاہ ولی اللہ دہلوی کی بیان کردہ حکمت نصاب کہ ایک او سط درجہ کے خاندان کی سال بھر کی مکرر اور لازمی ضروریات کی کفایت کرنے والا مال زائد ہو صحیح ہے تو موجودہ دو میں تقریباً تمام ممالک اسلامی وغیرہ اسلامی میں چاندی کا نصاب زکوٰۃ جو بنہ و ستانی پاکستانی سکے میں چار بہار روپیے کے قریب آتا ہے۔ ایک مہول خاندان کے ضروری مالانہ اخراجات کی کفایت نہیں کر سکتا۔ البتہ سونے کا نصاب زکوٰۃ کسی حد تک کفایت کر سکتا ہے۔ داریا پونڈ وغیرہ غیر ملکی سکول والے ممالک میں تو سونے کا نصاب بھی ایک سال کی ضروریات لازمی کی کفایت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ چاندی کا نصاب داریں ہو سے کام اور پونڈ میں پیاس سے کچھ اور بوجا اور سونے کا نصاب داریں آٹھ سو کے قریب اور پونڈ میں ساری صورتیں چار سو کے قریب۔

اس سے زیادہ اہم اور تمام مصالح و مفاسد سے قطع نظر، ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نصاب کی متفاوت شریص مقصود شریعت۔ روح تشریع اور مقدمہ قانون کو پورا کرتے ہیں یا ان سے کم از کم ہم آہنگ ہیں؟ تمام احادیث بخوری، آثار صحاہ اور ممالک فہماں اولین یہ ثابت کرتے ہیں کہ نصاب زکوٰۃ میں کیساں ثابتیت اور متفقہ مالیت کا اصول

کار فرما تھا تاکہ مختلف اصنافِ مال کے مالکوں میں سے کسی بھی طبقہ پر غیر منصفانہ بوجھنہ پرے اور ایک کے مقابلے میں دوسرے پر زیادہ بارند़ والا جائے۔ یکساں خشیت و مایمت والے نchap نکوٰہ روحِ اسلام کے مطابق بھی ہے اور اسلام کے سماجی انصاف کے اصول کے موافق بھی۔

موجودہ دور میں چاندی انسانی سماج میں اپنی اصلی قیمت کو ہو گئی ہے اور سونے کو ہر طرح سے مال رائجِ الوقت سمجھا جاتا ہے۔ تمام ملکوں کی کرنی زیادہ تر سونے سے والبستہ ہے۔ کار و بار میں سونے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ زیورات بالعموم سونے کے بنتے اور معیاری سمجھے جلتے ہیں۔ چاندی کے زیورات مکمل، بطور غیر مزودی آرائش باطل و تفریغ و تبلیغی ذوق پہنچتے ہیں، یا غریب ترین طبقات میں ان کا رواج ہے۔ چاندی کے نصاب سے مالِ نقد کا نصب والبستہ کرنے میں ان عرباً و مساکین پر غیر مزودی باہر پڑنے کا خطرہ ہے جن کے لیے نکوٰہ کا نظام ہی مشرع و نافذ کیا گیا ہے۔

ان تمام مقاصد، مصالح اور فوائد کا تقاضا ہے اور ان سے زیادہ روحِ تشریع اسلامی کا کرنسی کا نصب سونے کے مقرہ نصب۔ بینِ شقال۔ سے والبستہ کیا جائے۔ نیز چاندی اور سونے اور اجناس و مولیشی کی قیمتوں میں جو مایمت کے لحاظ سے تفاوت آگیا ہے اس کو صحیح اسلامی مقصود کے مطابق دور کر کے مختلف اموال کے نصبات میں مایمت کے استبار سے یکساں نت پیدا کی جائے۔ فقیہاء اسلام میں یہ وقت کا تقاضا ہے اور اسلام کا مطالبہ بھی ہے۔

تعليقات وحواشی

سلہ فقہ اسلامی کا ایک مقصودیہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مفہوم کو دور کرنی ہے اور منفعت لانی ہے اور ایسا پورے سلم معاشرہ اور انسانی سماج کے فلاج و بہبود کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس سے صرف ایک فرد یا مسلم ہی کی خرچوں مقصود نہیں ہوتی بلکہ دوسرے تھیں مقاصد و اصول اسی فلاجِ عام کے مقصود کی جزوی اشیائیں یا مشتبہ ترجیح کرے گیں۔ جیسے: لاضر، والضرار، یا الضررین وال۔

سلہ صیریت ہوئی میں نہ کو تمر (کھور) فضہ (ورق) (چاندی) اور ابل (اونٹ) کے نصب کی محنت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: اقوال: انماقت درمن الحب والترجممة اوسق لانها لائق اقل اهل بیت الستہ

حقائق اسلامی

۹۴

وانما قد من الورق خمس اوقات لانها مقدار کیفی اقل اهل بیت سنت کاملہ اذا كانت
الاسعار موافقة في أكثر الاقطار واستقرى عادات الملاحدة في الربح
والغلاء تجد ذلك، وإنما قادر من الابل خمس ذوداً.....

شاہ صاحب نے اونٹ کا نصاب زکوٰۃ بتانے کے بعد اس کے طالبی ایک بگری اس کی کروڑ
مقرر کرنے کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اونٹ جنگ کے لحاظ سے سب سے بڑے جائزوں میں شمار ہوتا ہے لہذا
اس کے قلیل ترین نصاب میں اس کا ایک حصہ بھی دیا جا سکتا۔ اور فتح عالم کی خاطر اور ہبہ ولت کی غرض
سے ایک بگری زکوٰۃ مقرر کر دی۔

سئلہ حدیث مذکورہ بالامیں وارد زکوٰۃ کے تینوں نصاب کوچونکہ ایک سال کی تکریں ضروریات
کی کفایت کرنے سے والستہ کی تو اس سے واضح ہو گیا کہ ان کی تکریت رمایت قرب قرب ایک ہی تھی۔
عبد بن بیوی رشتر میں ان تمام احتیاط مال کی قیمتوں اور ان کے باہمی تباadel کی قیمتوں کا
تقابل مطابق ہی ہی ثابت کرتا ہے۔ اس پیہلو پر مزید تحقیق و صحیح نئے دلائل و شواہد فراہم کرے گی۔

صدر اسلام میں قیمتوں کے ایک تحقیقی اقتصادی مطالعہ کے لیے ملاحظہ: متعدد رفعات
الاسعار النسبية في المدينة المنورة في العهدين السنوي والمواسي، مجلہ بحوث الاقتصاد
الإسلامي، مجلہ الجمعية الدولية للاقتصاد الإسلامي، لستر (بیک) (المجلد الاول
العدد الاول ۱۹۹۱ء، ۱-۴۳)

گھ سونے کے نصاب زکوٰۃ کے بارے میں کتاب المغزی ۳/۶ میں حسب ذیل روایت ہے۔ لیں
فی اقل من عشرين مثقالاً من الذهب ولا في اقل من مائتي درهم صدقۃ امام
شافعی کا قول التخصیص الحبر مسئلہ کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔ شاہ صاحب کا جملہ بھی بہت معنی خوب ہے:
والذهب محمول على الفضة وكان في ذلك الزمان صرف دینار بعشرة
درارهم فصار نصابه عشرين مثقالاً،

بعض کتب صحاح میں چاندی کے نصاب زکوٰۃ کے بارے میں احادیث اور ان کے ابواب
متعلق ہیں مگر سونے کے نصاب پر نہ تو کوئی باب باندھا گیا ہے اور نہ حدیث یوں لائی گئی ہے۔
ملاحظہ ہو باخصوص، کتاب الزکوٰۃ در صحیح بخاری وفتح البیاری۔

ہے اموال کی گرانی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ گرانی اشارہ کی ہے نسبت کثرہ باغی
اور ضرورت کی زیادہ زیادتی کے سبب ہوتی ہے۔ قیمتوں میں آثار حضار و اور فرق و تفاوت کے اتفاقاً

نفابِ رکوٰۃ کی تینیں

اباب کچھ بھی ہوں شریعت نے ان کا ہر حال میں حافظ کیا ہے۔
 لئے «عرف و عادت» کا حقیقی قابو صرف ان امور میں محدود نہیں رکھا گیا جن کی بابت نصوص موجودہ
 ہوں اور کتاب و سنت نے صریح پہنچا تھی تھی ہو۔ جیسا خالد سیف اللہ رحمانی اور ان کے ہنزا فقیہاء ہند
 کا خیال ہے (مجلہ فقہ اسلامی دوہم بلا) بلکہ نصابا باتِ رکوٰۃ مقرر کرنے میں بھی ان کا حافظ رکھا ہے۔
 یعنی نصوص اسلامی میں بھی عرف و عادت کی روایت بھیتھی ہتھی ہے۔

کے غلاموں گھوڑوں پر رکوٰۃ مقرر کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے لکھا ہے:
 ذالک لانه لم تحرر العادة باحتفاء بالواقع للناس ولقد الخيل في لکشين من العالم
 لانکثر لکثرة يعتمد بهما في جنب الانعام۔۔۔۔۔

۵۷ ان اضافت اول کی رکوٰۃ اور ان کے نصابا بات کا تقریر تمام کا تمام قیام پر کیا گیا ہے جن کا ذکر حدیث
 نبوی میں نہیں ہے۔

۵۸ شاہ ولی اللہ دہلوی نے گیوپوں کی شرح رکوٰۃ فظر کے بارے میں لکھا ہے:.... وحمل فن
 بعض الروایات لصف صاع من قمح من شعیر لانه كان عالیاً في ذلك الزمان
 لا يأكله الا اصل الشعير، ولم يكن من يأكل المساكين، بينما نذير بن اقثم فقصبه المسنة۔
 شاہ یعجیب بات ہے کہ حضرت معاویہ کے قیاس کو اجماع کا درجہ مل گیا اور حدیث نبوی کی مانند
 غیر مبدل نصاب / شرح ان لیا گیا۔

۵۹ اللہ انفع للفقراو کا خیال کوئی اصول یا تاویل نہیں بلکہ بعض فقہاء کا مستبط نتیجہ یا زاویہ نگاہ ہے جو
 لازمی نہیں بن سکتا۔

۶۰ لے چاندی یا سونے میں کسی کے نصاب تک پہنچ جانے پر فرضیت رکوٰۃ کا فتوی ضم نصاب
 نقدم میں تو صحیح ہو سکتا ہے لیکن کرنی میں وہ لاطاں ہے کیونکہ چاندی کے فوت نصاب سے
 ہم آنہ گہرے کی صورت میں وہ سونے کے نصاب تک پہنچے گا ہی نہیں گویا کہ نصاب سونا اس
 صورت میں ناممکن ہے۔